قومی تشخص میں سندھی زبان کا کردار

ڈاکٹر یوسف خشک*

Abstract:

In every region some peculiar traits are created because of climate, environment, geographical conditions, historical traditions and ethnic tendencies. On the basis of these tendencies & traits, national identity, languages literature, economy & culture shape themselves into specific modes. Sindh is the province of Pakistan. Sindhi language is one among the old languages of the world. How Sindhi language is playing its role in national identity? this article consists on the detailed answer of this question.

سرزمین سندھ کے نام کے قدامت کی تحریری گواہیاں سب سے پہلے قبل مسیح کے دور میں ملتی ہیں۔ سنسکرت میں لکھی ہوئی والمیکی کی 'رامائن' کے ایک شبد میں جوایودھیا کانڈ میں دیا گیا ہے، بتایا گیا ہے کہ رام نے اپنی حکومتوں کی حدود بتاتے ہوئے کہا:

دراوڑاہ سندسو ویراہ سوراشٹر دکھیناں پتھا
ونگا ونگ مگدھا متسیا سمر دھا کاشی کوسلا (۱)

یعنی رام کہتا ہے کہ میری حکومت میں سندھ (سندھ) ملک بھی آجاتا ہے۔ مولانا سید ابوالحسن کو بطور حوالہ پیش کرتے ہوئے مولائی شیدائی لکھتے ہیں:

> ''اسلامی تاریخ میں موجود ہے کہ ہندوسند، حام بن نوح علیہ السلام کے فرزند تھے۔ ان کی اوران کے اولاد کی اس سرزمین پر طویل عرصہ حکومت قائم تھی اس لیے ان کی وجہ سے اس ملک کا نام سند (سندھ) ہوا۔'' (۲)

ایبٹ۔ جے لکھتے ہیں کہ:

> ''ٹاڈ کے خیال کے مطابق سندھو، تاتاری یا ستھین زبان کا لفظ ہے۔ سندھ لفظ سیدھ

---

* صدر شعبۂ اُردو، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیر پور، سندھ

سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہے تقسیم، سندھ یعنی حد دکھانے والا یا دور کرنے والا۔ Oriental Geographers سندھو کے نام سے ناواقف تھے، یورپ کے ماہرین نے اس نام کو مشہور کیا اور اس کی واقفیت کروائی، یونانیوں نے اسے Indus یا Indos کہا۔ ایرانیوں نے اس دریا کو ہندو کہا کیونکہ ایرانی 'س' کی آواز کو 'ہ' میں تبدیل کر کے تلفظ ادا کرتے ہیں۔''(۳)

مولائی شیدائی، جنت السندھ میں لکھتے ہیں: ''رگ وید میں سندھ کا نام سپت - سندھ یعنی سات دریاؤں والا ملک تحریر شدہ ہے۔''(۴)

ڈاکٹر دانی لکھتے ہیں:

> ''سندھ لفظ رگ وید کے کئی سلوک میں آیا ہے، یہ لفظ ایک ندی کے اسم خاص کی معنیٰ میں اور ندی کے اسم عام کے طور پر استعمال میں آیا ہے............اس کو رگ ویدوالوں کی اصطلاح میں 'سپت سندھ واہ' یعنی اعلیٰ شان دیس کہا گیا ہے۔''(۵)

رگ وید میں سندھو کے متعلق ایک رشی کہتا ہے:

ترجمہ: اے سندھو

جب تو میدانوں سے گزرتی ہے
تب اپنے ساتھ بے حساب کھانا لے آتی ہے
تیرا پانی اعلیٰ شان ہے
اے سندھو!
اگر تیری خوبصورتی کو تشبیہ کے ذریعے واضح کیا جائے تو
تو نئی نویلی دلہن کی طرح ہے
تو ہمیشہ جوان اور سدا خوبصورت ہے
سندھو کی گرج دھرتی سے اٹھتی ہے
اور وہ آسمان بھر دیتی ہے
سندھو نہایت زور سے بہتی ہے اور اس کا چہرا پرنور ہے
اس کے پانی کی آواز سے ایسا محسوس ہوتا ہے
کہ بارش گرج چمک کے ساتھ برس رہی ہے
یہ دیکھو سندھ بیل کی طرح آوازیں نکالتی آرہی ہے
اے سندھو
جس طرح دودھ سے بھری گائیں

اپنے بچوں کی طرف سے دوڑتی ہیں
اس طرح دوسری ندیاں علیحدہ علیحدہ مقامات سے پانی لے کر
آواز نکالتی ہوئی تمہاری طرف آتی ہیں۔(۶)

۱۳۹۹ء میں اس سرزمین کا دورہ کرنے والے چینی سیاح فاھیان کے سفرنامے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں بیک وقت سندھ ملک و دریا کا نام 'سندھو' تھا۔(۷) دنیا میں دستیاب گواہیوں کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ اس علاقے کو شروع سے اسی نام کے ساتھ پکارا جاتا رہا ہے۔ نام کے بعد زبان کے متعلق محققین کی چند آرا پیش کی جاتی ہیں۔

جرمن محقق ڈاکٹر ارنسٹ ٹرمپ لکھتے ہیں:

''سندھی زبان نے اپنے اصلی بنیاد سے علیحدہ ہونے کے باوجود، قدیم پراکرت جیسی تمام خصوصیات اپنے پاس سنبھال کر رکھی ہیں، پراکرت کے گرامر اور اپھرنش میں سے مثالیں دے کر جو گرامر کے قاعدے قانون بتائے گئے ہیں، وہ ابھی تک سندھی میں ملتے ہیں۔ یہ قانون دیگر دیسی زبانوں پر اب لاگو نہیں ہو سکتے۔ سندھی زبان، اسی طرح ایک خودمختار زبان ہے۔''(۸)

موہن جودڑو، سندھ کا قدیم شہر جو لاڑکانہ سے ۲۵ میل شمال میں اور ڈوکری اسٹیشن سے ۷ میل کے فاصلے پر، مغربی نارے اور دریائے سندھ کے بیچ ۱۲۴۰ ایکڑ پر پھیلا ہوا ہے۔(۹) جس کی کھدائی کا کام مسٹر آر۔ جی بنئر جی نے ۱۹۲۲ء میں شروع کیا، اس سے قدیم دنیا کی کافی چیزیں دستیاب ہوئیں۔ آثار قدیمہ کے ڈائریکٹر سر جان مارشل نے دیگر چیزوں کے ساتھ موئن جودڑو سے ملنے والی زبان کو اس ارادے سے لندن السٹریٹیڈ نیوز میں شائع کیا کہ تصویر نما الفاظ کو پڑھنے میں مدد کی جائے تو دنیا بھر سے ماہرین لسانیات نے اسے اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔

ابتداء میں اس سلسلے میں مختلف آرا آتی رہیں، ان تمام آراء کا موضوع کے ساتھ گہرا تعلق ہے لیکن مضمون کی ضرورت اور دیئے گئے وقت کی مناسبت سے صرف چند پیش خدمت ہیں۔

ڈاکٹر پدیا۔ کے، لکھتے ہیں:

''۱۹۳۰ء کے زمانے میں فادر ھیراس (Father Heras) اور دیگر ماہرین لسانیات نے دعویٰ کیا تھا کہ سندھی۔ تحریر قدیم دراوڑی (Proto Dravidian) زبانوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ ماضی قریب میں اس قسم کی رائے روس، فنلینڈ، امریکی و دوسری ممالک کے علماء نے بھی پیش کی ہے۔''(۱۰)

سر جان مارشل خود سندھی زبان اور تہذیب کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

''سندھ ماتھر کی تہذیب قبل آریائی (Pro Aryan) تہذیب تھی اور وادی سندھ کی

زبان یقیناً قبل آریائی زبان یا زبانیں تھیں۔ ان زبانوں میں سے ایک زبان (اگر وہاں ایک سے زیادہ زبانیں رائج تھیں) دراوڑی (Dravidic) ہے۔"(۱۱)

اسی سلسلے میں سرجان مارشل اپنی کتاب Exacavations at Mohn Jo Daro میں لکھتے ہیں:

"وادی سندھ (سندھونڈی والی) کی تہذیب قدیم دراوڑی تہذیب ہے، جو میسوپوٹیمیا اور مصر کی تہذیب سے ملتی جلتی ہے، بلکہ کچھ باتوں میں ان تہذیبوں سے بھی بہتر دکھائی دیتی ہے۔"(۱۲)

اس سلسلے میں ڈاکٹر گریرسن لنگوسٹک سروے آف انڈیا، والیوم ایک، ۱۹۲۷ء کے صفحہ ۱۳۰ پر لکھتے ہیں:

"علم اللسان اور آثار قدیمہ کے زیادہ تر تمام ماہرین اس رائے پر متفق ہیں کہ سندھ میں آریاؤں کی آمد سے پہلے دراوڑ اقوام آباد تھیں۔"

یہاں کے قدیم لوگوں درویڈین کے متعلق تھرسٹن لکھتے ہیں:

"قدیم ڈرویڈین اور بعد کے ڈرویڈین میں اتنا فرق ہے کہ قدیم ڈرویڈین کے ناک چوڑے نہیں تھے اور نہ ہی ان کا قد چھوٹا تھا۔ وہ سیلان کے ویداس (VEDDAS) سلیبس کے تولاز (Tolaz) سوماترا کے باتین (BATIN) اور آسٹریلین سے مشابہت رکھتے تھے۔"(۱۳)

موہن جودڑو کی کھدائی کے بعد قدیم مصری تہذیب اور موہن جودڑو کی تہذیب میں لاشوں کے دفنانے، ان کے ساتھ مختلف چیزیں دفنانے اور کسی حد تک اس کے پس منظر میں موجود عقیدہ میں بھی مماثلت ملتی ہے۔(۱۴)

پروفیسر سنیتی کمار چیٹر جی رقم طراز ہیں:

"وادی سندھ کے قدیم ہوا سی آفریکی (Negrito tribes) قبائل تھے۔ اس کے بعد آسٹرک قبائل (Austric tribes) انڈوچائنا سے آئے۔"(۱۵)

ڈاکٹر کرشنا راؤ:

"وادی سندھ کی تحریر پڑھنے سے معلوم ہوا ہے کہ وادی سندھ میں رہنے والی اصلی قوم آریا، واُشور ایک مشترکہ نسل والی وہ قوم تھی جن کی اصل نسل اور تہذیب وتمدن ایک بنیاد والی تھی۔ یہ وادی سندھ کے باہر سے آنی والی کوئی نئی قوم نہیں تھی .... یہ لوگ اُشور و آریا، تب تک اس وادی میں رہتے تھے جب تک سندھو۔ تہذیب قائم تھی، یعنی جب تک اس کا خاتمہ نہ ہوا۔"

مزید لکھتے ہیں:

"............................. یہ مشترکہ نسل والی قوم انسان ذات کی چار بڑی اور طاقتور اقوام میں شمار ہوتی تھیں ان میں سے ایک قوم وادی سندھ والی قوم تھی اور باقی تین اقوام تھیں، سامی، ہامی وتورانی۔"(۱۶)

اسی طرح وسکانسن یونیورسٹی میں شعبہ اینتھرپولوجی کے پروفیسر ڈاکٹر مارک کنائر لکھتے ہیں: ''یہ سمجھنا غلط ہے کہ سندھ کی تہذیب اوران کے شہروں کو کسی باہر کی قوم نے آکر آباد کیا۔''(۱۷)

ڈاکٹر ایس۔آر راؤ Dawn and Devolution of Indus Civilization میں لکھتے ہیں: ''سندھی زبان میں One Syylable الفاظ کی کثرت ہے اور اس One syllable والے ناموں کی کثرت سے ہمیں معلوم ہوتا ہے یہ زبان ویدوں سے بھی زیادہ پرانی ہے۔''

اسی کتاب کے صفحے ۶۸ پر لکھتے ہیں:

> ''سندھی زبان کے کافی الفاظ رگ وید میں ملتے ہیں جن کے لئے فقط اتنا کہا جا سکتا ہے کہ یہ ہند۔یورپی زبان میں مستقل طور استعمال ہوتے ہیں۔سندھی زبان کا قدیم ایرانی سے بھی تعلق ہے لیکن لغوی اور معنوی نقطۂ نظر سے،سندھی زبان کا قدیم رشتہ ہند آریائی زبان سے نظر آتا ہے۔''(۱۸)

ڈاکٹر کولن ماسیکا (Colin Masica) لکھتے ہیں:

> ''زمانہ قدیم میں وادی سندھ میں سے جپسی قبائل کی ہجرت،شروع میں قریب مشرقی ممالک اور بعد میں وہاں سے یہ قبائل یورپ کی طرف ہجرت کر گئے۔اتنا عرصہ گذرنے کے باوجود جپسیوں نے صدیوں تک اپنی زبان کو محفوظ رکھا ہے۔''(۱۹)

ارنیسٹ مکی اپنی کتاب Indus Civilization میں سمیری اور سندھی تہذیب کا تقابل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''بے شک ان دونوں اقوام کے بزرگ ایک ہی خاندان میں سے تھے۔سندھ کے رہواسی خشکی اور پانی کے راستے دیگر ممالک سے تجارت کرتے تھے،عمارات میں پکی اینٹیں استعمال کرتے تھے اور کپڑا بنانے کے فن میں بڑی ترقی کی تھی۔اتنی زیادہ کہ حضرت عیسیٰ سے تین ہزار سال قبل سندھ کا سوتی کپڑا مغربی ایشیا اور مصر بھیجا جاتا تھا۔بعد میں جب ان ممالک کے ہنر میں ترقی ہوئی،تب سندھی کپاس ان ممالک کو بھیجی گئی۔بابل سے ملنے والی تختیوں پر اسی کپاس کا نام 'سندھو' یا 'سندھین' لکھا ہے۔''(۲۰)

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا والیوم ۷ ص ۵۹ کے مطابق: ''ایران ہخامنشی، خاندان کے بانی، بادشاہ خسرو اول، (۵۸۸۔ق م سے ۵۳۰ ق م تک) نے اس ملک کی طرف رخ کیا اور اور پورے ملک پر قابض ہوگئے۔'' یونانیوں کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے ۳۲۶ ق م سکندر اعظم اس ملک پر آئے۔اس کے بعد مختلف اقوام وگھرانوں مثلاً موریا (بدھ مت سے وابستہ تھے)،بختر (ان کے حاکم یونانی تھے)،پارتھین،رائے،وغیرہ شامل ہیں۔

ڈاکٹر غلام علی الانہ لکھتے ہیں:

''رائے گھرانے کی حکومت سے پہلے اوران کے زمانے میں چین، جاپان اور کوریا تک بدھ مذہب کے پھیلنے کی وجہ سے گندھارا اور وادی سندھ میں بہت چینی سیاح وعلما آئے۔''(۲۱)

چچ برہمن کی حکومت کے بعد ۷۱۲ء میں مسلمان آئے جس کے بعد انگریز اور اب مسلمانوں کی حکومت ہے۔موئن جودڑو سے ملنے والی زبان کے الفاظ کو جب سامی تہذیب کے الفاظ سے ملا کر دیکھا گیا جو عیسوی سن سے قدیم ہیں ان میں مشابہت نظر آئی۔اور موئن جودڑو سے پہلے صرف ۳ سو ق م کی تاریخ معلوم ہوسکی تھی جسے موہن جودڑو نے فوراً ۳ ہزار ق م تک پہنچا دیا۔(۲۲)

لیکن جدید تحقیقی نتائج کی روشنی میں ڈاکٹر مہر عبدالحق لکھتے ہیں:

''یہ رائے کہ وادی سندھ، کی تہذیب وتمدن کہیں باہر سے آئے ہیں.......... یا یہ تہذیب دیگر اقوام سے ادھار لی ہوئی تہذیب ہے، یہ سوچ ایک پرانی سوچ یا ایک پرانہ نظریہ ہے.................نئی تحقیق نے نئی سوچ ونظریوں کو جنم دیا ہے جس کے مطابق قریباً ۷۰۰۰ ق م میں وادی سندھ کی مقامی تہذیب وتمدن کی نشو ونما ہوئی اور کنالوں کے ذریعے زرعی آبادی والے طریقے کی ابتداء ہوئی۔''(۲۳)

مختلف اوقات میں کبھی مماثلت، کبھی مشابہت کبھی صرفی ونحوی ترتیب میں کچھ یکسانیت یا نسبت، اور دوسری زبان کے الفاظ کا وافر مقدار ملنے کی بنیادی پر، اسے مختلف زبانوں کی شاخ بتایا جاتا رہا ہے۔لیکن جدید تحقیق سے یہ ماہرین لسانیات نے یہ ثابت کیا ہے کہ ''یہ زبان کہیں باہر سے نہیں آئی بلکہ دیسی اور مقامی زبان ہے۔یہ زبان آریاؤں کی آمد سے پہلے زندگی کے ہر میدان میں ترقی یافتہ لوگوں کی مکمل زبان تھی۔جدید سندھی قدیم سندھی کا تسلسل ہے، اس کی جڑیں اسی سرزمین سے وابستہ ہیں۔ہزار ہا برس گذرنے اور مختلف فاتح اقوام کی زبانوں مثلاً سنسکرت، پالی، فارسی، یونانی، عربی، انگریزی کے اثرات کے باوجود، سندھی زبان کی صوتیات، صرف ونحو زیادہ تر ایک جیسا ہی رہا ہے۔''(۲۴)

حاصل مقصد یہ ہے کہ سندھی زبان دنیا کی قدیم ترین بولی اور لکھی جانے والی مکمل ٹیکنالاوجیز میں سے ایک ہے، اور یہی وجہ ہے کہ آج سامی، ہامی، ستھین، جپسی، تورانی، ایرانی، تاتاری، یونانی، عرب، روسی، فن لینڈین، برطانوی، جرمن امریکن، جاپانی، آسٹریلین، مصری، چینی، کورین وغیرہ وغیرہ کسی نہ کسی تعلق کی بنا پر اس خطے سے اپنائیت رکھتے ہیں، لہٰذا یہ سندھی زبان وتہذیب ہی کارنامہ ہے (کہ اس کی بنیاد پر پاکستان جسے چاہے اس ملک یا قوم سے اپنی رشتے داری ظاہر کرسکتا ہے) جس نے ساری دنیا کو پاکستان کا رشتہ دار بنا دیا ہے۔وطن عزیز کی عمر

صرف ۶۰ سال ہے لیکن سندھ کی عمر ہزار ہا برس ہے اور سندھ پاکستان کا ایک صوبہ ہے۔ لہٰذا وہ اقوام جن کی عمریں کئی برسوں پر مشتمل ہیں اور آج ترقی یافتہ اقوام کی حیثیت رکھتی ہیں ان کے درمیان سندھی زبان کے اس ورثہ کی بنا پر ہمارے وطن کو اعلیٰ مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ابوالظفرسيدمنظورنقوي،سنڌ جي مدنيت،ڇاپوپهريون،سنڌي ادبي بورڊ حيدرآبادسنڌ، ۱۹۶۹ء،ص۱۰۱

۲۔ رحيم دادخان مولائي شيدائي،، جنت السنڌ،ڇاپوپيو،سنڌي ادبي بورڊجامشورو،۱۹۸۵، ص۳

۳۔ Abbot. J. Sindh, represented, Indus publishers Karachi 1977,P 23.

۴۔ رحيم دادخان مولائي شيدائي،، جنت السنڌ،ڇاپوپيو،سنڌي ادبي بورڊجامشورو،۱۹۸۵ء، ص۶۔

۵۔ داني احمد حسن ڊاڪٽر ،سنڌو۔ سوء وير، سنڌ جي اوائلي تاريخ تي هڪ نظر، ترجمو۔ سنڌ صدين ڪان، مرتب ممتاز مرزا،شاهه عبداللطيف ڀٽ شاهه ثقافتي مرڪز ۱۹۸۲،ص ۵۱

۶۔ پيرومل اَڏواڻي،قديم سنڌ،سنڌي ادبي بورڊ حيدرآبادسنڌ،۱۹۸۰ ، ص ۱۷۱-۱۷۲

۷۔ الانه غلام علي ڊاڪٽر، سنڌي ٻولي جو بڻ بنياد، سنڌيڪا اڪيڊمي ڪراچي،۲۰۰۴،ص۱۱۱

۸۔ Trump,E.,Dr. ,The Grammar of Sindhi Language, Lepzig, F.A Brokhans 1872, Introduction,P I & II.

۹۔ James L.T.Hugh: report on the Progona of Chandaka in Upper Sindh, Sel, Rec, Bom, Govt,No. VIII, Part 2,P.711-12

۱۰۔ Paddaya, K.,Dr., Cultural and Linguistic Connections between Sindh and Dravidian Speaking Area in Indian Sub continent, P-3

۱۱۔ John Marshal Sir, Mohan Jo Daro, and the Indus Civilization vol.1 London, Arthur Publication 1931,p-24

۱۲۔ طالب المولي،ڪافي، ۱۳ مئي۱۹۸۹ء،ص۲۷

۱۳۔ Cambridge History of India, Vol.,I, Ch.II,PP.40-41

۱۴۔ رحيم دادخان مولائي شيدائي، تاريخ تمدن سنڌ، سنڌيونيورسٽي پريس حيدرآبادسنڌ۱۹۵۹، ص۱۶

۱۵۔ Chatterji.S.K.,Indo-Aryan and Hindi, Ahmedabad, Gujrat

Vernaular Society,1942, p171.

۱۶۔ Kirshna, Rao, Dr. M.V.N., Indus script decipherd, Dehli, 110035, B.N. Printers,4240,Budh Nagar Rampur,1982,P.Inner Cover p.2

۱۷۔ Kenoyer J. Mark, Lecture on Ancient Cities of Indus Valley, Daily Dawn(English), Karachi, June 3,1997.

۱۸۔ راء، ایس آر،سنڌو لکت ۽ ٻولي،مترجم عطا محمد ڀنيرو، سنڌي ٻولي جو با اختيار ادارو، ۱۹۹۱ ، ص ۳۷

۱۹۔ Colin P.Masica, The Indo Aryan languages, Cambridge, Cambridge University Press,1991,P385.

۲۰۔ طالب المولي،ڪافي، ۱۳ سئي ۱۹۸۹،ص۲۷–۲۸

۲۱۔ الانہ غلام علي ڊاڪتر،سنڌي ٻولي جو بڻ بنياد، سنڌيڪا اڪيڊمي ڪراچي، ۲۰۰۴،ص۱۱۰،۱۱۱

۲۲۔ رحيم دادخان مولائي شيدائي، تاريخ تمدن سنڌ،سنڌيونيورسٽي پريس حيدرآباد سنڌ ۱۹۵۹، ص۱۸

۲۳۔ Mahae Abdul Haq, Dr., The Soomras, Multan Bacon book 1992, p-43.

۲۴۔ الانہ غلام علي ڊاڪتر،سنڌي ٻولي جو بڻ بنياد، سنڌيڪا اڪيڊمي ڪراچي،۲۰۰۴،ص۲۹۹